مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

دیوبند کا ایک مردِ قلندر

اور

علامہ اقبالؒ

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم

KHATME NUBUWWAT ACADEMY
387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT
United Kingdom. Phone: 020 8471 4434
Cell # 0798 486 4668, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

دیوبند کا ایک مردِ قلندر اور اقبالؒ مرحوم

قادیانی ہر دور میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی گاڑی کو چلانے کے لئے سازشیں کرتے آئیں ہیں، بس کوشش یہی ہے ان کی کہ کسی طرح مرزا قادیانی کی متعفن لاش سے خوشبو آنے لگے۔ جب قادیانی اپنی سرگرمیوں کو رکتا ہوا دیکھتے ہیں، تو اس وقت قادیانیوں کے پاس ایک ہی حربہ رہ جاتا ہے، کہ قادیانیوں کے بول کوئی اور بولیں۔ وہ موقع کی تلاش اور تاڑ میں ہوتے ہیں کہ کوئی مسلم یا غیر مسلم یا سادہ لوح مسلمان یا دین سے بے زار سرکردہ رہنما یا پھر معروف و مشہور تاجر، زرخرید صحافی و دانشور کسی طرح ان کے ہتھے چڑھ جائے تا کہ یہ لوگ قادیانیوں کی ہر اعلیٰ سطح کے اجلاس اور فورم پر بھرپور نمائندگی کریں اور اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے اگر کوئی ایک دفعہ ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے تو پھر اس کی واپسی کافی مشکل ہوتی ہے۔ یہ ساری پلاننگ اس لئے کی جاتی ہے تا کہ دین اور علما سے دور طبقے پر رعب ڈالا جاسکے اور دوسرے بااثر رہنماؤں کو جال میں پھنسایا جاسکے اور قادیانی بنانے کی مہم کا راستہ ہموار کیا جاسکے۔

اسی طرح کی ایک نمایاں شخصیت شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ہیں جن کے بارے میں قادیانیوں کی ہمیشہ بڑی کوشش رہی ہے کہ علامہ کا خصوصی تعلق قادیانیت سے ثابت کراسکیں لیکن اس کوشش میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بات قادیانی لٹریچر میں بڑی شدت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اقبال تو ہمارے ساتھ اچھے بھلے چل رہے تھے، احراریوں نے انہیں ورغلا کر ہمارے خلاف کردیا۔ ان کے بقول چوہدری فضل حق،

سیّد عطاء اللہ بخاری علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا انوار شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ آئے دن اقبال کے ہاں چلے آتے اور انہیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے۔ بالآخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگئے اور اقبال احراریوں کے ہتھے چڑھ کے ان کے ہمنوا ہوگئے۔

اقبال مرحوم کو ورغلانا یا گمراہ کرنا تو اقبال مرحوم کی توہین ہے جس کے قادیانی خواہشمند تھے۔ قادیانیوں کو اصل تکلیف اس بات سے ہوئی کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے بہت بڑا اشکار چھوٹ گیا، جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم اپنے بلند پایہ ملی افکار کی وجہ سے ہمارے جدید حلقوں میں مرجع عقیدت سمجھے جاتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ بات درست ہے کہ علامہ مرحوم اور ان بزرگوں کے درمیان اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں۔ ان ملاقاتوں میں ظاہر ہے کہ ان کے درمیان ختم نبوت کے موضوع پر بھی بات چیت ہو جاتی تھی۔ کیونکہ علامہ مرحوم کی زندگی میں یہ ایک نمایاں بات تھی کہ جب کبھی دین کے بارے میں جہاں کہیں ابہام یا تشکیک کا کوئی پہلو ہوتا علمائے کرام سے رابطہ قائم کر کے ان سے مشاورت کر لیتے تھے۔

اس ضمن میں خصوصی طور پر دیوبند کے ایک مردِ قلندر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کا نام مختلف کتابوں میں اکثر آیا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کے ان سے خصوصی تعلقات تھے۔ اس سلسلے میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

> ''مجھے ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ اثبات باری تعالیٰ پر نیوٹن نے بڑی عمدہ کتاب لکھی ہے، فرمایا کہ نیوٹن کی پندرہ تصانیف دیکھی ہیں میں نے جو رسالہ لکھا ہے اور جو اس میں دلائل قائم کئے ہیں ضرب الخاتم علی حدوث العالم اور مرقاۃ طارم اس کو نیوٹن نہیں پہنچ سکا۔ پھر اقبال نے ضرب الخاتم مجھ سے لے لی اور اس نے بہت سے خطوط لکھ کر ضرب الخاتم کو مجھ سے سمجھا، میرے نزدیک ضرب الخاتم کو اقبال

جس طرح سمجھے ایسا کوئی مولوی نہیں سمجھ سکا۔‘‘

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے فیضان صحبت نے فطرتِ اقبال کے اس پہلو کی مشاطگی کی تھی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے سوزِ جگر نے اقبال مرحوم کو قادیانیت کے مقابل شعلہ کو جوالا بنا دیا تھا۔ چنانچہ علامہ مرحوم جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پہلے شخص تھے جن کو فتنہ قادیانیت کی سنگینی نے بے چین کر رکھا تھا۔

علامہ اقبال مرحوم کا ایک طالب علمانہ انداز

پنجاب کے اور خصوصاً ہندوستان کے عموماً انگریزی تعلیم یافتہ طبقے میں قادیانی فتنے کی شرانگیزی کا جو احساس پایا جاتا تھا اس میں سب سے بڑا دخل، علامہ اقبال مرحوم کے اس لیکچر کا ہے جو ختم نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالہ کا ہے جو انگریزی میں قادیانی گروہ کے بارے میں شائع ہوا تھا لیکن یہ شاید کم لوگوں کو معلوم ہے کہ دونوں تحریروں کا اصل باعث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ ہی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ انجمن خُدّام الدین کے کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے تو علامہ اقبال مرحوم خود ملاقات کے لئے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر تشریف لائے پھر ایک دن اپنے ہاں رات کے کھانے پر مدعو کیا۔ قارئین ریکارڈ کی درستگی کے لئے دعوت نامہ بھی پیش خدمت ہے:

عرضۂ اقبال بخدمت مولانا انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ

مخدوم ومکرم حضرت قبلہ مولانا! السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا کہ آپ انجمن خُدّام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے۔ میں اسے اپنی بڑی سعادت تصوّر کروں گا اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں۔ جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی، حضرت مولوی بشیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں یہی التماس ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لئے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔

(منقول از اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۵۸)

دعوت تو صرف ایک بہانہ تھا، ورنہ اصل مقصد علمی استفادہ تھا چنانچہ کھانے سے فراغت کے بعد علامہ اقبال مرحوم نے ختم نبوت کا مسئلہ چھیڑ دیا جس میں کامل ڈھائی گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ علامہ اقبال مرحوم کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی اسلامی مسئلہ پر کسی بڑے عالم سے گفتگو کرتے تھے بالکل ایک طالب علمانہ انداز اختیار کرتے تھے مسئلہ کا ایک پہلو سامنے لاتے اور اپنے شکوک وشبہات کھل کر بیان کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کے سامنے یہی طرز اختیار کیا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ نے علامہ اقبال مرحوم کے شکوک وشبہات کو بڑے ہی سکون اور صبر کے ساتھ سنا۔ اس کے بعد ایک ایسی جامع اور مدلل تقریر کی کہ علامہ اقبال مرحوم کو تمام مسائل پر کلی اطمینان ہو گیا جو کچھ خلش ان کے دل میں تھی وہ جاتی رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ختم نبوت پر وہ لیکچر تیار کیا جو ان کے چھ لیکچر کے مجموعہ میں شامل ہے اور قادیانی گروہ پر ایسا ہنگامہ آفریں مقالہ سپرد قلم فرمایا جس نے انگریزی اخبارات میں شائع ہو کر پنجاب کی فضاؤں میں تلاطم برپا کر دیا۔

علامہ اقبالؔ مرحوم کا جب یہ مراسلہ شائع ہوا تو ہندوستان کے نامور سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے سوال کیا کہ ”مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں جبکہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انہی کا ایک فرقہ ہے؟۔“ تو علامہ اقبالؔ مرحوم نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ”ہم سب اس بات پر اس لئے بضد ہیں کہ قادیانی گروہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے نئی ہندی امت کو

تراشنے کی کوشش کررہے ہیں''۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہندوستان میں اسلام کی حیات اجتماعیہ کے لئے یہ گروہ نہایت خطرناک ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے بعض اور لیڈر بھی قادیانی گروہ کو آگے لانا چاہتے تھے، کیونکہ قادیانیت کے پھیلاؤ سے ہندوستان کی عظمت اور تقدس میں اضافہ ہوگا اور مسلمان اپنا رُخ حرمین شریفین سے پھیر کر ہندوستان کو اپنا قبلہ اور روحانی مرکز قرار دے لیں گے۔ اور جیسا کہ ان لیڈروں کا خیال تھا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وطن پرستی کی جڑیں مضبوط ہوجائیں گی۔ایک اور بات جو کہ قابل توجہ ہے کہ جن دنوں پاکستان میں قادیانیت کے مقابل تحریک چل رہی تھی بعض ہندو اخبارات کو قادیانیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی دیکھنے میں آئی۔ ان اخبارات نے قادیانیوں کی تائید میں مضامین شائع کئے۔ اپنے قارئین کو مجبور مسلمانوں کے مقابلے میں قادیانیوں کو مؤید اور ہم نوا بنانے کی کوشش کی اور یہاں تک لکھ گئے کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی یہ کشمکش دراصل عربی نبوت اور ہندی نبوت کی کشمکش ہے اور دو مختلف نبوتوں کے پیروکاروں کی کشمکش ہے۔

اس نظریہ کا اصل محرک ڈاکٹر شنکر داس مہرا تھا اس عنوان پر علامہ اقبال مرحوم نے انگریزی زبان میں مسلسل کئی قسطوں پر بھرپور سیر حاصل جواب دیا۔

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت ضرب کلیم
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان اور
مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم

مہاراجہ کشمیر نے مسائل کشمیر سے نمٹنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جس کا سربراہ مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کو بنایا گیا، جبکہ مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو اس کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا چونکہ کشمیر میں مسلم اکثریت تھی اور انہیں کے مطالبہ پر اس کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس لئے مسلم حلقوں میں قادیانی کے تقرر سے کافی ہیجان پایا جانے لگا۔ اول تو اس وجہ سے کہ تصفیہ طلب مسائل کے حل کے لئے ایک قادیانی کا تقرر اس بات کا اعلان کرنا تھا کہ قادیانی مسلمان ہیں حالانکہ قادیانی روزِ اول سے ہی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور یہ بات ہمارے تجربہ سے ثابت شدہ ہے کہ قادیانی جب بھی اپنی سرگرمیاں شروع کرتے ہیں تو پر جوش طریقہ ہی سے کیا کرتے ہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی کی مثال قارئین کے سامنے ہوگی، اس لئے بشیر الدین محمود قادیانی یا تو کشمیر کے مسلم اکثریت کے ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے تھا یا پھر اپنی قادیانی سرگرمیوں میں ناکامی کے باعث مسلمانوں کے مسائل کو کمیٹی کی سطح پر خوفناک نقصان پہنچانا چاہتا تھا اور عجب نہیں کہ مہاراجہ کشمیر نے کچھ ایسے ہی سیاسی مقاصد کے پیش نظر سوچ سمجھ کر یہ تقرر کیا ہو۔

عام مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کی سیاسی چال کی طرف توجہ ہی نہ کی، کشمیر کے اس پس منظر کو اس وقت کوئی نہیں سمجھتا تھا اور قادیانیوں کے مدمقابل کوئی منظم عوامی تحریک بھی نہ

تھی۔صرف رسائل کی حدتک دلائل سے جواب دیئے جارہے تھےجس سے عام مسلمان کا قادیانیوں کے بارے میں علم ناہونے کے برابرتھا۔خصوصاًماڈریٹ طبقہ کواس طرف خیال ہی نہیں گیا۔یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال مرحوم جیسی شخصیت بھی کشمیر کمیٹی میں شامل ہوگئ اور قادیانیوں کوتومسلمانوں کوعلامہ اقبال مرحوم کانام لیکرگمراہ کرناآسان نظرآنے لگا۔

حضرت مولانا انورشاہ کشمیری علیہ الرحمۃ اس صورت سے کافی مضطرب ہوگئے تھے،ان خطرات واندیشوں کی وجہ سے آپ نے اس تقرر کے خلاف اول تومہاراجہ کشمیراور کشمیر کے بعض ذمہ دار کواحتجاجی خطوط ارسال فرمائے،ساتھ ہی مجلس احرارکوہمہ گیراحتجاج پرآمادہ وتیارکیا۔علامہ اقبال مرحوم نے حضرت مولانا انورشاہ کشمیری علیہ الرحمۃ سے ہمیشہ اپنی علمی تشنگی کو مٹانے کی کوشش میں اپنے سفرکو جاری رکھا ہوا تھالیکن وہ اب تک قادیانیت کے مضر پہلوؤں سے تقریباً ناواقف تھے۔اسی زمانہ میں حضرت مولانا انورشاہ کشمیری علیہ الرحمۃ نے علامہ اقبال مرحوم کوطویل خط لکھ کرفتنۂ قادیانیت کی زہرچکانیوں سے مطلع کیا۔انہی حالات کو دیکھ کرمجلس احراراسلام کے رہنماؤں نے بھی محسوس کیا کہ کئی لوگ غلط فہمی کی وجہ سے قادیانیوں کے جال میں آجائیں گے،خصوصاً مفکر پاکستان کا قادیانیوں کی کشمیر کمیٹی کاممبر بن جانا مسلمانوں کے لئے غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ علامہ اقبال مرحوم ہماری قوم کا اثاثہ ہیں انہیں کسی طریقہ سے اصل حقیقت سے آگاہ کیاجائے۔

ادھرمرزابشیرالدین محمود مذہبی لبادہ میں شاطرانہ چال کھیلنے کی کوشش میں تھااورخواب دیکھ رہاتھا کہ کسی طرح کشمیر ہمارے قبضے میں آجائے۔کشمیر میں قادیانیوں کی اتنی دلچسپی کیوں تھی جہاں اوروجوہات ہوسکتی ہیں ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ مرزاغلام قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح صفحہ 235 جلد18 (رخ) میں لکھا:

”عیسیٰ ابن مریم فوت ہوگئے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں اُن کی قبر ہے“۔

جب تک کشمیر پر قادیانیوں کا قبضہ نہیں ہوتا اس وقت تک ان کا یہ دعویٰ سچا نہیں ہوتا۔ ان عقائد کے پیشِ نظر قادیانیوں نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا کہ اس تحریک کی قیادت ان کے ہتھے چڑھ جائے اور مسلمانوں کے حقوق کی جنگ کے بہانے اپنے آپ کو مسلمان باور کرالیں۔ اس طریقہ سے مسلمانوں کے اندر ہمارا شمار بھی ہو جائے گا اور کشمیر بھی ہمارے ہاتھ آ جائے گا۔ احرار رہنماؤں نے فوراً ایک وفد تیار کیا جس میں چوہدری فضل حق، مولانا داؤد غزنوی مرحوم اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ شامل تھے۔ وفد نے علامہ اقبال مرحوم سے کہا کہ:

> ''کیا آپ نے بھی قادیانی قیادت کو تسلیم کرلیا ہے۔ اگر آپ کی دیکھا دیکھی کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان قادیانی ہو گئے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور آپ مجرم ہوں گے۔ نیز قادیانی دوسرے مسلمانوں پر بھی گمراہ کن اثر ڈالیں گے، لہٰذا آپ ان سے علیحدگی کا اعلان کریں۔''

چنانچہ اس کے دوسرے روز برکت علی ہال لاہور میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کے باقی شرکائے اجلاس پر اپنا اثر استعمال کر کے بشیر الدین محمود قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے نکال دیا اور صدارت خود سنبھال لی۔ جس نے 3/اگست 1931ء کو الگ ہو کر کشمیر کمیٹی کی تمام تر ذمہ داری احرار کے سپرد کردی۔ اس استعفے کا تفصیلی ذکر علامہ اقبال مرحوم نے 6/جون 1933ء کو پریس کو بیان دیتے ہوئے کیا کہ:

> ''بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی میں بعض ایسے ممبر ہیں جو اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے علاوہ اور کسی کی اطاعت تسلیم نہیں کرتے اور

یہ امر اس بیان سے ظاہر ہے جو کام میر پور کے مقدمات میں ان کے
سپرد کیا گیا تھا۔ اس پر انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا وہ صرف
اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے حکم کی تعمیل میں کیا تھا۔''

مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو قادیانیت کا اصل چہرہ نظر آیا جب کئی اور راز کشمیر کمیٹی کے افشا ہوئے۔ یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کی قادیانیت کے مدمقابل اور ان کی تردید وجد وجہد کا آغاز کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد قادیانیوں کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد ہوا۔

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

کیا حضرت علامہ اقبال مرحوم قادیانی تھے؟

علامہ اقبال مرحوم پر قادیانیت کو قبول کرنے کیلئے قادیانی گروہ کی طرف سے ڈورے ڈالے گئے لیکن حضرت مولانا انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کی روحانی و علمی تنبیہہ پر اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے لئے علامہ اقبال مرحوم کا سینہ کھول دیا تھا اور علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے کما حقہ آشنا تھے، فرماتے تھے کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی حیات اجتماعی اور اُمت کی شیرازہ بندی کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا علامہ اقبال مرحوم کے دل و دماغ پر قادیانیوں کی حقیقتوں کے اور بھی راز کھلتے گئے۔ مرزائیوں کے قصر خلافت میں غم کے بادل چھانے لگے اور ان کے ارمان خاک میں مل گئے۔

وہ اقبال مرحوم سے نہ جانے کیا امیدیں لگائے بیٹھے تھے یکدم فضا ہی بدل کر رہ گئی۔ خصوصاً آپ کی زندگی کا آخری دور تو عشق سے لبریز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لب پر آتے ہی آنکھیں عقیدت سے بھر آتی تھیں۔ علامہ اقبال مرحوم روشن خیال فاضل طبقے میں پہلے شخص تھے جنھوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تصور پیش کیا۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال مرحوم بانگ دہل کہتے رہے کہ

> ''ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔''

علامہ اقبال مرحوم کو اپنے موقف کی صداقت پر لازوال یقین تھا، علامہ اقبال مرحوم

دوٹوک انداز میں اپنی بات ہمیشہ پیش کرتے رہے۔

قادیانیوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے جو کچھ لکھا یا کہا اس کا جواب سوائے علامہ اقبال مرحوم کی شخصیت اور ان کی ذاتیات پر حملوں کے قادیانیوں کے پاس نہیں ہے۔ اس کے برعکس علامہ اقبال مرحوم کی کسی بھی تحریر سے ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے کہیں بھی اپنی تحریر میں کوئی ذاتی جملہ یا نامناسب وسخت الفاظ استعمال کئے ہوں، لیکن قادیانیوں کی توجبلت میں شامل ہے کہ جب بھی کوئی ان کے گروہ کو خیر باد کہہ دے یا ان کی بولی بولنا بند کردے تو یہ لوگ اپنی خبث باطنی کا مظاہر کرتے ہیں۔

قادیانیوں نے علامہ اقبال مرحوم کا دامن داغدار بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس کے باوجود قادیانیوں کو تھوڑی بھی شرم محسوس نہیں ہوتی کہ یہ لوگ علامہ اقبال مرحوم کے نام پر قادیانیت کے پرچار کے لئے ٹریڈنگ کمپنیاں بنائیں۔ لگتا ہے کہ قادیانیوں کے لئے اس علاوہ چارہ کارہی نہیں اور یہ ان کی مجبوری بن چکی ہے، اس لئے آج بھی رٹ لگاتے پھر رہے ہیں کہ علامہ اقبال مرحوم قادیانی تھے تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسایا جاسکے۔

علامہ اقبال مرحوم کی قادیانی ہونے کی تردید والزام پر ماضی میں ایک نہیں کئی محققین اور دانشوروں نے اس پر مستقل تحقیقی مقالے لکھے اور کئی کتابیں بھی مرتب کیں جن میں مضبوط وثقہ شہادتیں بھی جمع کی ہیں۔ قارئین کے مطالعہ کے لئے، پروفیسر خالد شبیر احمد کی کتاب اقبال اور قادیانیت تحقیق کے نئے زاویے اور مشہورِ زمانہ مصنف اور ہمارے دوست جناب متین خالد صاحب کی کتاب بھی بہت ہی مفید ہے۔

تمام کے تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ علامہ اقبال مرحوم قادیانیوں کو نہ تو مسلمان سمجھتے تھے اور نہ ہی کوئی ایسی بات تھی جس سے یہ ظاہر ہو کہ علامہ اقبال مرحوم کا قادیانی نظام

سے یا ان سے گہرے روابط یا کوئی رشتہ موانست قائم تھا۔قادیانیوں کی اس فنکاری کو اقبال فروشی سے زیادہ اور کیا تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

اگر حضرت علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے اتنے متاثر ہو گئے تھے جیسا کہ قادیانی رٹ لگائے پھر رہے ہیں ،تو پھر علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کو نام نہاد فرقہ کیوں کہا؟

علامہ اقبال مرحوم نے قادیانی گروہ کو نام نہاد فرقہ کہہ کر قادیانیت کے غبارے سے تقدس کی ساری ہوا ہی نکال دی۔

ہر گروہ کا لیڈر یا خلیفہ اس گروہ کی نشانی اور وقار ہوتا ہے۔جب یہ خلفاء نمائندہ شخصیت اس معیار پر پوری نہ اترتی ہو تو لامحالہ ایسی قوم کو اپنے ہیرو تلاش کرنے کیلئے دوسری اقوام کی جانب دیکھنا پڑتا ہے۔قادیانیوں کا اپنے نام نہاد خلفاء کی موجودگی میں علّامہ اقبال مرحوم یا دیگر مشہور شخصیات کے نام کے تاشے پیٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے خلفاء کے دامن اس شان اور وقار سے تہی ہیں ،اور ایسے ہی نظام کو بیساکھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

علامہ اقبال قادیانی تھے اس تاثر کو مسلمانوں میں عام کرنے میں سب سے بڑا کردار عبدالمجید سالک کا تھا جس کے والد کو قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روک دیا گیا تھا ،جس کے بعد سالک نے ایک کتاب ''ذکر اقبال'' میں جھوٹی روایات لکھ کر مسلمانوں کو باور کرانے کی کوشش کی کہ علامہ اقبال مرحوم کے قادیانیوں کے ساتھ انتہائی گہرے تعلقات تھے،اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مفکر پاکستان علامہ مرحوم قادیانیت کے جال سے تو نکل گئے ،لیکن ان کے کردار کو اس قدر مجروح کردو کہ وہ مسلمانوں کی نگاہ سے بالکل ہی گر جائیں۔قادیانیوں کا اقبال مرحوم کے ساتھ بغض وعناد کے کردار کے متنوع پہلو ہیں ،کبھی یہ کہنا کہ وہ قادیانی تھے اور کبھی ان کے فلسفے اور پیغام کی وقعت کو کم کرنا ،یہ بھی ان کی ایک چال ہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

علامہ اقبال مرحوم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قادیانی تھے، جب کہ قادیانی لٹریچر کے مطابق علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے متنفر ہو چکے تھے اور مزید اس پروپیگنڈے کی تردید میں ''زندہ رُود حیات - اقبال کا اختتامی دَور'' کتاب کے مصنف جاوید اقبال نے نہایت عمدہ تبصرہ تحریر فرمایا، قارئین کے لئے ان کی تحریر کا مختصر اقتباس پیش خدمت ہے:

جاوید اقبال رقمطراز ہیں ''اب احمدیت کی تردید میں اقبالؒ کی تحریروں کے پس منظر پر بحث کی جاسکتی ہے۔

ظاہر ہے ان تحریروں کے سبب اقبالؒ احمدیوں کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے۔''

ان کی وفات کے پندرہ سولہ برس بعد، اظرابات پنجاب کے سلسلہ میں انکوائری کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے ایک احمدی گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی اور 1930ء تا 1931ء تک اس بیعت کے پابند رہے۔

لیکن اس کے بعد کشمیر کمیٹی میں مرزا بشیر الدین محمود اور اقبال کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے جس کے نتیجہ میں انہوں نے احمدیت کے خلاف بیانات دینا شروع کر دیئے، جرح کے دوران گواہ نے پہلے تو کہا کہ یہ بیعت 1893ء یا 1894ء میں ہوئی تھی پھر کہا کہ 1897ء میں ہوئی تھی۔

بعد ازاں گواہ نے اپنی شہادت کے کسی اور حصہ میں بتایا کہ اقبال 1930ء تک مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے رہے۔ پھر کہا کہ اس نے اپنے بیان میں یہ کہیں بھی نہیں کہا کہ اقبال احمدی تھے۔

اسی طرح بعض احمدی حلقوں کی طرف سے یہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ اقبال کا احمدیت کے ساتھ گہرا تعلق رہا۔ اقبال کی زندگی میں ان کے احمدی نقادوں نے ان کے متعلق یہ باتیں نہ کہی تھی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کی سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ بہرحال

اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی یا احمدیت کے ساتھ اُن کا گہرا تعلق رہا۔

مندرجہ بالا بیان قادیانیوں کے پروپیگنڈے کا واضح بطلان ہے، اس سلسلے میں مزید حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن راقم قارئین کے لئے مختصر مواد بطور نمونہ پیش کرنے پر اکتفا کو سعادت سمجھتا ہے۔

☆☆☆☆